بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۷۳/۳۸ منگل ۲۱ ذوالحجہ ۱۴۰۴ھ ۱۸ تبوک ۱۳۶۳ ہش ۱۸ ستمبر ۱۹۸۴ء نمبر ۲۱۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۷ ستمبر/ تبوک۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

"مثلی اور ضعف کی وجہ سے طبیعت ناساز ہے"

احباب خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولائے کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحت کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور برکتوں سے معمور طویل زندگی عطا فرمائے۔ آمین

اِرشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

غیر قوموں کی طرح نرے اسباب کے بندے نہ بن جاؤ

تمہارے ہر ایک کام میں خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہنا چاہیئے

"اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں۔ اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کیلئے سخت غمگین ہو جاتے۔ ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے؟ پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنیوالا ہے تو تم دنیا کیلئے ایسے بے خود کیوں ہوتے؟ خدا ایک پیارا خزانہ ہے۔ اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار رہے۔ تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ وہ بکلی اسباب پر گر گئی ہیں ..... میں تمہیں حد اعتدال تک رعایت اسباب سے منع نہیں کرتا بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ غیر قوموں کی طرح نرے اسباب کے بندے نہ بن جاؤ اور اس خدا کو فراموش کر دو جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے اگر تمہیں آنکھ ہو تو تمہیں نظر آجائے کہ خدا ہی خدا ہے اور سب ہیچ ہے۔ تم نہ ہاتھ لمبا کر سکتے ہو اور نہ اکٹھا کر سکتے ہو مگر اس کے اذن سے۔ ایک مردہ اس پر ہنسی کریگا مگر کاش اگر وہ مر جاتا تو اس ہنسی سے اس کے لئے بہتر ہوتا۔ خبردار! تم غیر قوموں کو دیکھ کر ان کی ریس مت کرو کہ انہوں نے دنیا کے منصوبوں میں بہت ترقی کر لی ہے۔ آؤ ہم بھی انہی کے قدم پر چلیں۔ سنو اور سمجھو کہ وہ اس خدا سے سخت بیگانہ اور غافل ہیں جو تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے۔ ان کا خدا کیا چیز ہے؟ صرف ایک عاجز انسان۔ اس لئے وہ غفلت میں چھوڑے گئے ہیں۔ میں تمہیں دنیا کے کسب و حرفت سے نہیں روکتا۔ مگر تم ان لوگوں کے پیرو مت بنو جنہوں نے سب کچھ دنیا کو ہی سمجھ رکھا ہے چاہیئے کہ تمہارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے۔ لیکن نہ صرف خشک ہونٹوں سے بلکہ چاہیئے کہ تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے ہی اترتی ہے۔ تم راستباز اس وقت بنو گے جب کہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما تب روح القدس تمہاری مدد کریگی اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لیے کھولی جائے گی۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور جو لوگ خدا سے بکلی علاقہ توڑ چکے ہیں اور ہمہ تن اسباب پر گر گئے ہیں۔ یہاں تک کہ طاقت مانگنے کے لیے وہ منہ سے انشاء اللہ بھی نہیں نکالتے ان کے پیرو مت بن جاؤ۔"

(کشتی نوح صفحہ ۳۰-۳۱)

• اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ ۵ اگست ۱۹۸۴ء کو مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ ساہیوال کو دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے الحمد للہ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت "خالد الیاس" نام تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب سابق مربی سری لنکا، ماریشس، سیرالیون حال مربی سلسلہ کا پوتا اور مکرم محمد شفیق صاحب آف الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر کا نواسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ نومولود کو نیک اور خادم دین بنائے اور صحت و تندرستی والی لمبی عمر عطا کرے آمین۔

• محترم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل کے پاؤں کے فریکچر پر پلاسٹر نما پٹی چڑھا دی گئی ہے۔ جو ۲۹ ستمبر کو کھلے گی۔ تکلیف میں پہلے سے افاقہ ہے۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ اس مخلص خادم سلسلہ کی تکلیف بکلی دور ہونے کے لیے خصوصی دعا کریں۔

• مکرم مولوی عزیز الرحمٰن صاحب منگلا مربی سلسلہ کا پراسٹیٹ کا اپریشن زاہد ہسپتال سرگودھا میں ڈاکٹر عبد الغفور صاحب نے کامیابی سے کیا ہے۔ مولوی صاحب موصوف ہسپتال سے فارغ ہو کر گھر آگئے ہیں لیکن کمزوری تاحال زیادہ ہے گھبراہٹ بھی ہو جاتی ہے۔ احباب جماعت سے ان کی کامل صحت یابی کے لیے دعا کی درخواست ہے

(برکت اللہ منگلا ایڈووکیٹ سرگودھا)

خاکسار کے والد مکرم سید محمد باقر خوشنویس عرصہ سے بیمار ہیں کمزوری بہت زیادہ ہے۔ احباب ان کی کامل صحت یابی کے لیے دعا کریں۔

(سید مبشر حسین خوشنویس الفضل ربوہ)

امراء کرام / صدر صاحبان

۲۸ ستمبر سے

"ہفتہ تحریک جدید" منائیں

(وکیل المال اوّل)

پبلشر: مسعود احمد ، طابع سید عبد الحی ، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقام اشاعت روزنامہ الفضل ۔ دار الرحمت غربی ربوہ: قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۲۱ ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

۱۸ تبوک ۱۳۶۳ ہش

سب سے بڑا تعویذ اور سب سے اہم احتیاط

ہم ایک گزشتہ شمارہ میں اس امر پر روشنی ڈال چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی انبیاء علیہم السلام کو اصلاحِ خلق کی غرض سے دنیا میں مبعوث فرمایا وہ سب اپنے متبعین کی اصلاحِ نفس کے لئے اور انہیں انعاماتِ الٰہیہ کا مورد بنانے کے لئے انکو استغفار کرنے اور اسے دائمی شعار کے طور پر اپنانے کی تلقین کرتے رہے۔ کوئی ایک نبی بھی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنے پیروؤں کو استغفار کرنے کی نصیحت نہ کی ہو۔

آج ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام دوسروں ہی کو بار بار اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرنے کی طرف توجہ نہیں دلاتے تھے بلکہ خود بھی بکثرت استغفار کیا کرتے تھے اور اس طرح اپنے عملی نمونہ سے ان پر استغفار کرنے کی اہمیت واضح کر کے انہیں استغفار کا عادی بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں خود بھی استغفار کرنے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بار بار حکم مل رہا ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ خود تمہلیوں کے سردار اور یُزَکِّیْھِمْ کی رو سے دوسروں کو پاک کرنے والے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

(النساء آیت ۱۰۷)

اور اللہ سے اس کی بخشش طلب کر۔ اللہ یقیناً بہت ہی بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل میں آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم بکثرت استغفار کیا کرتے تھے اور ساتھ ہی صحابہ کرامؓ کو بڑی کثرت سے استغفار کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام خود معصوم ہونے کے باوجود سب سے زیادہ استغفار کرنے والے ہوتے ہیں۔ لیکن عوام الناس کے استغفار اور انبیاء کے استغفار میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ استغفار کے معنی صرف گناہوں سے بخشش طلب کرنا ہی نہیں ہیں بلکہ اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ اپنے دل کو خدا کی محبت میں محکم کر کے اس کی مدد سے گناہوں کے ظہور کے امکان کو روکنا۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ استغفار کے مختلف معنوں کی رو سے انبیاء علیہم السلام اور عوام الناس کے استغفار کے باہمی فرق کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

(۱) "استغفار جس کے ساتھ ایمان کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں۔ قرآن شریف میں دو معنے پر آیا ہے۔ ایک تو یہ کہ اپنے دل کو خدا کی محبت میں محکم کر کے گناہوں کے ظہور کو جو علیحدگی کی حالت میں جوش مارتے ہیں خدا تعالیٰ کے تعلق کے ساتھ روکنا اور خدا میں پیوست ہو کر اس سے مدد چاہنا۔ یہ استغفار تو مقربوں کا ہے جو ایک طرفۃ العین خدا سے جدا ہونا اپنی تباہی کا موجب جانتے ہیں اس لئے استغفار کرتے ہیں تا خدا اپنی محبت میں تھامے رکھے۔ اور دوسری قسم استغفار کی یہ ہے کہ گناہ سے نکل کر خدا کی طرف بھاگنا اور کوشش کرنا کہ جیسے درخت زمین میں لگ جاتا ہے ایسا ہی دل خدا کی محبت کا اسیر ہو جائے تا پاک نشوونما پا کر گناہ کی خشکی اور زوال سے بچ جائے۔ اور ان دونوں صورتوں کا نام استغفار رکھا گیا کیونکہ غفر جس سے استغفار نکلا ہے ڈھانکنے اور دبانے کو کہتے ہیں۔ گویا استغفار سے یہ مطلب ہے کہ (۱) خدا اس شخص کے گناہ جو اس کی محبت میں اپنے تئیں قائم کرتا ہے دبائے رکھے اور بشریت کی جڑیں ننگی نہ ہونے دے بلکہ الوہیت کی چادر میں لے کر اپنی قدوسیت میں سے حصہ دے۔ (ب) یا اگر (کسی شخص میں) کوئی جڑ گناہ کے ظہور سے ننگی ہو گئی ہو پھر اس کو ڈھانک دے اور اس کی برہنگی کے بداثر سے بچائے۔"

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب)

(۲) "جب انسان کے اندر محبت کا چشمہ جوش مارتا ہے تو وہ محبت طبعاً یہ تقاضا کرتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔ پس محبت کی کثرت کی وجہ سے استغفار کی بھی کثرت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا سے کامل طور پر پیار کرنے والے ہر دم اور ہر لحظہ استغفار کو اپنا ورد رکھتے ہیں اور سب سے بڑھ کر معصوم کی یہی نشانی ہے کہ وہ سب سے زیادہ استغفار میں مشغول رہے۔ اور استغفار کے حقیقی معنی یہ ہیں کہ ہر ایک لغزش اور قصور جو بوجہ ضعفِ بشریت انسان سے صادر ہو سکتی ہے اس امکانی کمزوری کو دور کرنے کے لئے خدا سے مانگی جائے تا خدا کے فضل سے وہ کمزوری ظہور میں نہ آوے اور مستور و مخفی رہے۔ پھر بعد اس کے استغفار کے معنے عام لوگوں کے لئے وسیع کئے گئے اور یہ امر بھی استغفار میں داخل ہوا کہ جو کچھ لغزش اور قصور صادر ہو چکا خدا تعالیٰ اس کے بدنتائج اور زہریلی تاثیروں سے دنیا اور آخرت میں محفوظ رکھے۔ پس نجاتِ حقیقی کا سرچشمہ محبتِ ذاتی خدائے عزوجل کی ہے جو عجز و نیاز اور دائمی استغفار کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔"

(چشمۂ مسیحی صفحہ ۶۳، ۶۴)

جب خود انبیاء علیہم السلام اور دیگر مقربین کے لئے محبتِ الٰہی کے زیر اثر بشری کمزوریوں کے ظہور کے امکان کے دبے رہنے اور اسے کالعدم کرنے کے لئے مسلسل استغفار کا ورد ضروری ہے۔ اور وہ اس سے کبھی غافل نہیں ہوتے تو دوسرے لوگوں کے لئے جنہیں عصمت کا کوئی مقام حاصل نہیں ہوتا۔ استغفار کے دائمی ورد کو اپنا شعار بنانے کی اہمیت ظاہر و باہر ہے۔ اسی لئے سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے استغفار کو لازم پکڑنے پر بہت زور دیا ہے اور بار بار ہمیں توجہ دلائی ہے کہ ہم استغفار کے ورد سے کبھی غافل نہ ہوں۔ مثال کے طور پر آپ فرماتے ہیں:۔

(۱) "انسان کو خدا کی ضرورت ہر حال میں لاحق رہتی ہے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ خدا سے طاقت طلب کرتے رہیں اور یہی استغفار ہے۔ اصل حقیقت تو استغفار کی یہ ہے۔ پھر اس کو وسیع کر کے ان لوگوں کے لئے کیا گیا کہ جو گناہ کرتے ہیں کہ ان کے بُرے نتائج سے محفوظ رکھا جاوے لیکن اصل یہ ہے کہ انسانی کمزوریوں سے بچایا جاوے۔ پس جو شخص انسان ہو کر استغفار کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ بے ادب دہریہ ہے۔"

(الحکم جلد ۶ نمبر ۱۱ مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۰۲ء صفحہ ۸)

(۲) "میرے نزدیک تو استغفار سے بڑھ کر کوئی تعویذ و حرز اور کوئی احتیاط و دوا نہیں۔ میں تو اپنے دوستوں سے کہتا ہوں کہ خدا سے صلح و موافقت پیدا کرو اور دعاؤں میں مصروف رہو۔"

(الحکم جلد ۳ نمبر ۲۳ مورخہ ۳۰ جون ۱۸۹۹ء)

(۳) "جو لوگ قبل از نزول بلا دعا کرتے اور استغفار کرتے اور صدقات دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے اور عذابِ الٰہی سے انکو بچا لیتا ہے۔ میری ان باتوں کو قصہ کے طور پر نہ سنو۔ میں نصیحتاً للہ کہتا ہوں۔ اپنے حالات پر غور کرو۔ اور آپ بھی اور اپنے دوستوں کو بھی دعا میں لگ جانے کے لئے کہو۔ استغفار عذابِ الٰہی اور مصائبِ شدیدہ کے لئے سپر کا کام دیتا ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (الانفال آیت ۳۴) اگر تم چاہتے ہو کہ اس عذابِ الٰہی سے تم محفوظ رہو تو استغفار کثرت سے پڑھو۔"

(الحکم جلد ۵ نمبر ۲۷ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۱ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میری والدہ بو زینب بیگم نور اللہ مرقدھا

(محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب - بار ایٹ لاء - کراچی)

میری والدہ بو زینب بیگم ۱۸۹۳ء میں نواب محمد علی خانصاحب کے گھر میں پیدا ہوئیں۔ یہ اپنے گھر میں سب سے بڑی تھیں اس کے بعد نواب عبدالرحمٰن خانصاحب۔ نواب محمد عبداللہ خانصاحب اور نواب عبدالرحیم خانصاحب تھے جو نواب محمد علی خانصاحب کی پہلی بیگم محترمہ مہرالنساء صاحبہ۔ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ نواب محمد علی خانصاحب ریاست مالیر کوٹلہ کے رئیس تھے جنکے مورث اعلیٰ شیخ صدر جہان ایک باخدا بزرگ تھے جو جلال آباد سروانی قوم کے پٹھان تھے۔ یہ سلطنت بہلول لودھی کے زمانہ میں اس ملک میں آئے۔ شاہِ وقت کا ان پر اس وقت اتنا اعتقاد ہوگیا کہ اُس نے اپنی لڑکی کا نکاح شیخ موصوف سے کر دیا۔ میرے نانا نواب محمد علی خان صاحب ۱۸۷۰ء میں پیدا ہوئے شروع سے ہی ان کو مذہب سے لگاؤ تھا۔ چونکہ ان کے آباء کا مذہب شیعہ تھا اس لیے آپ کا مسلک بھی شیعہ تھا۔ مگر آپ اس مذہب سے کلّی طور پر مطمئن نہ تھے۔ اس لیے آپ تلاش میں رہتے اور دوسرے مسلمان فرقوں کا مطالعہ کرتے رہتے۔ بلکہ ہمیشہ اپنے ہاں چند ایک علماء کو بلا کر رکھتے۔ اور جیسی قابلیت وہ علماء رکھتے ویسا ویسا اُن سے تعلق تھا صبح شام دینی مسائل اور مذہبی امور پر باتیں ہوتیں۔ آپ بہت پرہیزگار ہونے کے علاوہ بہت روشن دماغ تھے۔ اور کسی عالم کے صرف کہنے پر مطمئن نہ ہوتے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود ۱۸۸۴ء میں مالیر کوٹلہ گئے مگر اس وقت میرے نانا تعلیم کے لیے باہر گئے ہوئے تھے۔ میرے نانا نے حضرت اقدس سے خط و کتابت ۱۸۸۹ء میں شروع کی لیکن حسنِ ظنی کا دور اس سے پہلے شروع ہو چکا تھا۔ بعض اشتہارات تو پڑھ ہی چکے تھے۔ اور آہستہ آہستہ حضور کے دعووں کی طرف مائل ہو گئے۔ لیکن انہوں نے حضرت مرزا صاحب کو لکھا کہ ایسے عقائد جو حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کے خلاف نہیں ان پر قائم رہنے کی اجازت دی جاوے۔ حضرت مرزا صاحب کے نورِ فراست نے چونکہ بھانپ لیا تھا کہ جب اتنی مخالفتوں کے باوجود وہ قریب آ گئے ہیں تو اب وہ دور نہیں رہ سکتے۔ اس لیے حضور نے انہیں بخوشی اجازت دے دی۔ نواب صاحب کی درخواست پر بعض علماء کو بھی ان کے پاس بھجوایا گیا اور انکو بھی قادیان آنے کی تحریک کی گئی۔ میرے نانا کا دل تو پہلے ہی کھل چکا تھا۔ پہلی ملاقات کے بعد جو تھوڑے بہت شکوک تھے وہ بھی دور ہو گئے اور آپ نے ستمبر ۱۸۹۰ء میں بیعت کر لی۔ مگر بعض وجوہات پر چاہا کہ یہ بیعت اخفاء میں رکھی جاوے۔ تاہم جلد بعد ازالہ اوہام کی تصنیف کے وقت آپ نے اپنی بیعت کا اعلان بھی کر دیا اور کلیۃً شیعیت کو بھی ترک کر دیا۔ آپ قادیان تو آتے جاتے رہے مگر ہجرت کا فیصلہ آپ نے ۱۹۰۰ء میں کر لیا تھا۔ اس سے پہلے جب بھی آپ آتے باوجود باورچی کیساتھ ہونے کے کھانا حضرت مسیح موعود کے ہاں سے آتا۔ چونکہ ہمارے نانا قادیان میں ہجرت کا ارادہ کر چکے تھے اس لیے آپ نے اپنی کوٹھی بنوانی شروع کر دی۔ اور جماعت کے کاموں میں بھی ہاتھ بٹانا شروع کر دیا اور بہت سے امور کی انتظامی ذمہ داری آپ نے اپنے اوپر لے لی۔ مالیر کوٹلہ کی ریاست جو کہ آپ کی آبائی جگہ تھی اسے چھوڑا نہیں۔ گاہے گاہے وہاں بھی جاتے۔ آپ کی ہجرت اور شیعیت کو چھوڑنے سے آپ کے خاندان میں ایک بحران پیدا ہو گیا۔ نوابی کو چھوڑنا۔ اور ایک قسم کی فقیری اختیار کرنا۔ رسوم اور بدعات کو ترک کرنا ان کو سمجھ میں نہ آتا تھا۔ جہاں دوسرے عزیزوں کے ہاں گانے کی محفلیں ہوتیں اور اس زمانہ کے رواج کے مطابق ڈومنیوں یا اس قماش کی عورتوں کا انکی شادیوں پر آنا ان کی شان و شوکت کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ اس کے بالمقابل ان کے ہاں سادگی نے اپنا گھر بنا لیا۔ علم کی محفلیں شروع ہو گئیں۔ اللہ اور رسولؐ کا نام ہر ایک کے منہ پر ہوتا۔ نواب صاحب چونکہ عمر میں سب سے بڑے تھے اس لیے کسی کو جرأت نہ ہوتی کہ سامنے آ کر بات کرے۔ آپ کی قربانی پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو حجۃ اللہ کا خطاب دیا۔ ان میں یہ تبدیلی پیدا ہو جانا حضرت مسیح پاک کا معجزہ تھا۔

آپ کے جدِّ امجد شیخ صدر جہان بہلول لودھی کے زمانہ میں ایک بڑے بزرگ تھے اور ان کو بہلول لودھی نے اپنی بیٹی بھی بیاہ دی تھی۔ شیخ صدر جہاں کی بزرگی نہ صرف مسلمانوں میں مقبول تھی بلکہ۔ غیر مسلم سکھ ہندو بھی ان سے عقیدت رکھتے ہیں اور آج بھی اُن کے مزار پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ شیخ صدر جہان کی روح اور دعا محمد علی خاں کی شکل میں ڈھل گئی۔ جس نے نواب ہو کر مہدی مسعود کی غلامی اختیار کی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے بھید ہیں۔ جو انہیں کو سمجھ آتے ہیں جنکو اللہ تعالیٰ فہم عطا کرتا ہے۔ اس وقت سے کئی سو سال پہلے بہلول لودھی نے اپنی بیٹی ایک فقیر منش شیخ صدر جہاں کو دی۔ مگر خدا کی شان دیکھئے کہ کئی سو سال بعد اللہ تعالیٰ کے مہدی نے اپنی بیٹی اس کے ایک درخشندہ فرزند کو دی۔ پھر نہ صرف یہ۔ بلکہ اس کی بیٹی بو زینب بیگم اپنے بیٹے مرزا شریف احمد سے بیاہ دی۔ یہ معاملہ یہیں ختم نہیں ہوا۔ ان دونوں خاندانوں کو ایک اور طرح سے بھی ملا دیا یعنی نواب محمد علی خان صاحب کے بیٹے نواب محمد عبداللہ خانصاحب کی شادی مہدی مسعود کی بیٹی حضرت سیّدہ امت الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی سے ہوئی۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی شان جب وہ دینے لگتا ہے تو چھپر پھاڑ کر دیتا ہے۔ خدا نے ان دونوں خاندانوں کو اسطرح سے ملایا کہ اب رشتے ہی نہیں گنے جاتے۔ حضرت بُو صاحبہ کا نکاح حضرت مولوی نورالدین صاحب نے ۱۵ نومبر ۱۹۰۶ء (مطابق ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ) بمعہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب حضرت مہدی معہود کی زندگی میں پڑھا۔ اور ایک نہایت لطیف خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس نکاح میں حضرت مہدی موعود بنفسِ نفیس موجود تھے۔ رخصتی کی تقریب ۹ مئی ۱۹۰۹ء کو عمل میں آئی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انکو بہت بچوں سے نوازا بعض انہیں سے بچپن یا بلوغت کی عمر کو پہنچ کر فوت ہو گئے۔ جو لڑکے خدا کے فضل سے ابتک زندہ ہیں وہ ہیں صاحبزادہ مرزا منصور احمد، خاکسار (مرزا ظفر احمد) کرنل مرزا داؤد احمد۔ دو لڑکیاں صاحبزادی امۃ الباری بیگم (بیگم نواب عباس احمد خانصاحب) اور صاحبزادی امۃ الوحید بیگم (بیگم مرزا خورشید احمد صاحب) بُو صاحبہ کی طویل بیماری میں جو خدمت ہماری ان دو بہنوں نے کی وہ انہی کا حق تھا۔ آخری وقت تک صبح سے شام تک ان کے ساتھ رہیں اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے۔

بو صاحبہ کی شادی نے نواب صاحب کے خاندان میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ وہ لوگ تصوّر بھی نہ کر سکتے تھے کہ ایک ایسے خاندان میں لڑکی دے دی جائے جو دنیاوی لحاظ سے اپنا اعزاز کھو چکا تھا۔ بعض جاہل لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ (نعوذ باللہ) محمد علی خانصاحب نے مجاوروں کو لڑکی دے دی۔ ان کے ذہن میں آ ہی نہیں سکتا تھا کہ دین کی خدمت بھی ایک عزت ہوتی ہے۔ اور ان کے اپنے جدِّ امجد شیخ صدر جہاں کی عزت بھی ان کے فقر میں اور تقویٰ میں تھی پھر جب انہوں نے دیکھا کہ حقِ مہر صرف ایک ہزار روپیہ ہے تو انکو اور باتیں کرنے کا موقع مل گیا۔ مگر ہمارے نانا تھے کہ نہ انکو کوئی خفت تھی اور نہ ہی انہیں ان کے طعنوں کی پرواہ تھی۔ وہ چٹان کی طرح قائم رہے اور یہ طوفان خود ہی ختم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس خاندان کو اولاد اور اموال میں برکت دی۔ اور وہ لوگ جو کہتے تھے کہ نواب صاحب نے اپنی لڑکی کو پھینک دیا ان کو احساس ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ تو انکو بات بات میں نوازتا ہے۔ وہ لوگ جن کے خاندانوں کو لڑکوں کا دیکھنا نصیب نہ تھا انہوں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ان کو لڑکے بھی دیتا ہے اور لڑکیوں سے بھی نوازتا ہے۔ قادیان ایک کوردہ سے بڑا قصبہ بن گیا جو کہ رجوع خلائق تھا۔ ہزاروں لوگ آتے اور چلے جاتے بعض نے اسے اپنا مستقل مسکن ہی بنا لیا۔ سکول بن گئے کالج بن گئے۔ تعلیم کا دور دورہ ہوا ایک مدّت کے بعد یہاں کارخانے بھی لگ گئے۔ خدا نے اپنے وعدوں کے مطابق قادیان والوں کو بڑا کرنا شروع کر دیا اور مالیر کوٹلہ چھوٹا ہوتا گیا۔ میرے نانا تو پہلے ہی احمدی ہو چکے تھے اور مستقل رہائش قادیان میں اختیار کر لی تھی۔ مگر ان کے رشتہ داروں میں سے انکی بہن یعنی میری والدہ کی پھوپھی ان سے محبت اور حسنِ ظن رکھتی تھیں۔ اس سے پہلے نواب ابراہیم علی خان کو حضور سے عقیدت تھی۔

نواب محمد علی خانصاحب نے ایک بڑی کوٹھی جس کا نام دارالسلام تھا قادیان میں بنائی۔ ۱۹۲۰ء میں اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ ہماری کوٹھی بھی ان کے پاس بن گئی۔ یہ دونوں کوٹھیاں تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ساتھ تھیں۔ باہر سے آنے والے انہیں دیکھ کر بہت متأثر ہوتے تھے۔ یہ کوٹھیاں قادیان شہر سے دو میل کے فاصلہ پر تھیں۔ ہمارا شہر والا مکان بھی تھا مگر اس میں ہمارا رہنا مجھے یاد نہیں۔ یہ وہ مکان ہے جو حضرت ابا جان کو ہمارے دادا سے ورثہ میں ملا تھا۔ اس میں چونکہ ہم نہ رہتے تھے اس لیے۔ وہاں حضرت سیّدہ اُمِّ طاہر صاحبہ نورِ اللہ مرقدھا نے رہنا شروع کر دیا تھا شروع شروع میں کوٹھی میں رہنا یوں معلوم دیتا تھا کہ جنگل میں رہ رہے ہیں۔ مگر بعد میں وہ دوری کا احساس جاتا رہا بلکہ ہمارے لحاظ سے اچھا تھا۔ سکول پاس تھا بیت النور قریب تھی۔ پھر ہمارے نانا کی کوٹھی بھی قریب تھی۔ گرمیوں کے موسم میں چونکہ شہر میں گرمی ہوتی۔ حضرت اماں جان کا معمول ہوتا کہ وہ شام کے قریب ہمارے ہاں آ جاتیں۔ اور شام کا کھانا بھی وہاں کھاتیں اور پھر سوتی بھی وہاں اور علی الصبح پیدل ہی چلی جاتیں۔ اس سے ان کی سیر بھی ہو جاتی اور گرمی سے چھٹکارا بھی۔ اور ہم بچوں کے لیے دوہری خوشی ہوتی۔ ایک تو ہماری دادی آتیں اور پھر گھر میں رونق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں اضافہ۔ جب حضرت اماں جان آتیں تو شور مچ جاتا کہ اماں جان آگئیں اماں جان آگئیں۔ حضرت اماں جان کا دستور تھا کہ اپنے ساتھ کچھ نہ کچھ ضرور لاتیں۔ مغرب کے معاً بعد کھانا ہو جاتا جو کہ عام طور پر اگر اماں جان نے آنا ہوتا تو ان کی پسند کو مدِ نظر رکھ کر بنایا جاتا۔ حضرت اماں جان کو خود کھانے کا کم شوق تھا کھلانے کا زیادہ۔ جس دن آپ نہ آتیں تو ہمیں اور ہماری والدہ کو مایوسی ہوتی۔ علی الصبح حضرت اماں جان چلی جاتیں۔ عام طور پر کوئی خادمہ ساتھ ہوتی۔ شادی کے بعد میری والدہ نے اپنے مالیر کوٹلہ والے رشتہ داروں سے تعلق بہت کم رکھا سوائے اپنی پھوپھی کے جو انہیں بہت چاہتی تھیں۔ لیکن اگر کوئی مالیر کوٹلہ سے آجاتا تو اس کی بہت خاطر کرتیں۔ اور اسی طرح اپنے بچوں سے بھی امید رکھتیں کہ وہ بھی ان کے عزیزوں سے اچھی طرح ملیں گے اور ان کی تواضع بہت کریں گے۔ میں کلکتہ میں تھا تو بوصاحبہ کی چچازاد بہن جو چٹاگانگ سے آرہی تھیں مجھے فون کیا۔ میں نے انہیں کہہ دیا کہ آپ اپنے میاں اور بچوں کے ساتھ ہمارے ہاں شام کا کھانا کھائیں۔ گو وقت کم تھا مگر کھانے کا اچھا انتظام ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا وہ ہماری تواضع سے خوش ہوں۔ اور وہ خوش بھی ہوئیں اور انہوں نے جگہ جگہ اس کا ذکر بھی کیا۔ بوصاحبہ کو بھی یہ بات پہنچی تو بہت خوش ہوئیں انکا اس سے یہ مقصد نہ تھا کہ کوئی بڑائی کا اظہار ہو بلکہ یہ کہ جس گھر سے وہ آئی ہیں اس کی عزت میں فرق نہ آوے۔ اگر مالیر کوٹلہ سے کوئی ایسی عورتیں آتیں یا ایسے مرد آتے جو آپکے کسی عزیز کے کام کرتے تھے تو وہ انہیں خالی ہاتھ نہ بھیجتیں خود گھر سے بہت کم نکلتیں۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ وہ مالیر کوٹلہ بارہ سال بعد گئیں۔

اسی طرح پہاڑ پر بھی کم جاتیں۔ غالباً انہوں نے ایک معیار بنایا ہوا تھا جبتک اس معیار کا بندوبست نہ ہوتا تو وہ گھر رہنا ہی پسند کرتیں۔ بہت مہمان نواز تھیں۔ جو بھی آتا اس کی خوب خاطر کرتیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں چھوٹا تھا تو ایک بڈھا سکھ اپنے گاؤں کو جاتا ہوا ہمارے کوٹھی کے پاس ٹھہر جاتا اور کہتا اپنی امی کو میرا سلام کہدو۔ میری والدہ یہ سنکر اس کے لیے چینی بھجوا دیتی مقصد یہ تھا وہ شربت بنا کر پی لے غالباً انہیں خیال تھا کہ ہمارا بنایا ہوا شربت پینا وہ پسند نہ کرے۔ چینی آنے سے وہ کوئیں سے ٹھنڈا پانی لے کر خود شربت بنا کر پی لیتا اور پھر سلام کہہ کر چل پڑتا۔ غرباء کا بہت خیال رکھتیں ان کی ہر قسم کی مدد کرتیں۔ جس جس قسم کے وہ لوگ ہوتے ان کی اسی طرح سے مدد کرتیں۔ نوکروں کو بھی نوکر خیال نہ کرتیں۔ کبھی کسی نوکر کو کھانے پینے کی تنگی نہ ہوتی بوصاحبہ کو ایک عورت نے جو گجر ذات کی تھی دودھ پلایا تھا بوصاحبہ کی شادی کے وقت یا پھر شادی کے بعد وہ ان کے پاس آگئی۔ اسے ہم اماں دائی کہتے کھانے پینے کی چیزوں کا انتظام اسی کے پاس ہوتا دودھ وغیرہ وہ خود دیکھتی۔ وہ ایسی آئی کہ پھر اس کی وفات ہمارے گھر میں ہی ہوئی۔ اس کا بیٹا اور اس کی بہو بھی آگئے۔ اب اس کا پوتا جو میرا ہم عمر ہے۔ بوصاحبہ کے پاس رہتا تھا۔ ایک عورت بھی غالباً اُن کی شادی کے بعد آئی تھی وہ بھی ہمارے گھر میں فوت ہوئی۔ آخری وقت میں بوصاحبہ بے ہوشی کی حالت میں انہیں کے نام لیتی تھیں۔ جب میں نے یہ سُنا تو مجھے خیال ہوا کہ اب انکی وفات کا وقت آگیا ہے اور اس وقت جو پردہ کے اُس طرف ہے اسے دیکھ رہی ہیں۔ اماں دائی کا تو یہ حال تھا کہ وہ انہیں ڈانٹ بھی لیتی۔ اماں دائی ہم سب بچوں کا بھی خیال رکھتیں مگر میں چونکہ نسبتاً صحت میں کمزور تھا میرے لئے خاص طور پر ملائی وغیرہ چھپا کر رکھ چھوڑا کرتیں۔

بوصاحبہ نوکروں کو ڈانٹ بھی لیتی تھیں۔ مگر ان کی ڈانٹ اس قسم کی نہ تھی جس سے نوکر کے دل میں ایک گرہ بیٹھ جاوے یا اسے حقیقی دکھ ہو۔ بوصاحبہ کسی کی برائی نہ کرتیں۔ کوئی برائی کرتا بھی تو چپ ہو جاتیں۔ میرے ماموؤں سے ان کو بہت پیار تھا۔ نواب عبداللہ خان صاحب تو قادیان میں ہی رہتے تھے۔ مگر جب بھی ہمارے بڑے ماموں نواب عبدالرحمٰن خان صاحب آتے تو ان کی بہت خاطر کرتیں۔ وہ بہت نفاست پسند تھے شاید اولاد نہ ہونے کی وجہ سے وہ ہم سے بہت پیار کرتے اور اس لئے ہم ان کو تنگ بھی کرتے اور ہمیشہ ان سے ہمارا کوئی نہ کوئی مطالبہ رہتا۔ جب ان کی وفات ہوئی تو بوصاحبہ کو بہت صدمہ ہوا۔ پھر نواب عبدالرحیم خان صاحب کی وفات ہوئی ان کا بھی صدمہ تھا۔ مگر اتنا نہیں ان دونوں کی وفات مالیر کوٹلہ میں ہوئی۔ ہمارے منجھلے ماموں پاکستان میں ہی فوت ہوئے۔ ان کے علاوہ ہمارے اور بھی ماموں اور خالائیں ہماری بڑی پھوپھی حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نور اللہ مرقدھا کی اولاد سے ہیں۔ ان سے بھی بہت پیار تھا۔ نواب محمد احمد خان اور نواب مسعود احمد خان صاحب ایک عرصہ تک ہمارے گھر میں رہے۔ مقصد ان کا تعلیم تھا۔ انہوں نے ان کا بھی ویسا ہی خیال رکھا جیسا ہمارا خیال رکھتی تھیں میاں محمد احمد خان صاحب کے جہاں اور لطیفے تھے ایک یہ بھی لطیفہ ہے۔ ایک دن وہ عصر کے وقت گھر میں آئے اور کہنے لگے۔ بو فلاں گیس سے بہت بھوک لگتی ہے۔ بوصاحبہ نے کہا۔ گیس نہیں بلکہ آج تم نے کھانا ہی نہیں کھایا۔ تو کہنے لگے اچھا! بوصاحبہ نے فوراً کھانا منگوایا اور انہوں نے بیٹھ کر کھا لیا۔ اس طرح کے لطیفے ہوتے رہتے۔ ہماری بڑی پھوپھی سے ان دو لڑکوں کے علاوہ لڑکیاں بھی تھیں۔ سب سے بڑی منصورہ بیگم تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے عقد میں آئی تھیں۔ ان سے چھوٹی محمودہ بیگم صاحبہ میاں منور احمد صاحب سے بیاہی گئیں۔ اور آصفہ مسعودہ بریگیڈیئر ڈاکٹر مبشر احمد صاحب سے بیاہی گئیں۔ بوصاحبہ کو ان سے بھی محبت تھی اور ان سب کے خوشی اور غم میں برابر شریک ہوتیں۔ اور یہ سب چھوٹے بھائی بہن بھی بہت بے تکلف تھے۔ بوصاحبہ عُسر اور یُسر میں خوش رہتیں کسی سے شکوہ نہیں کیا اور نہ کوئی شکایت جب میں نے بی۔ اے پاس کر لیا۔ اس وقت حضرت ابا جان کے حالات ایسے نہ تھے کہ وہ میرے ولایت جانے کے اخراجات برداشت کر سکیں۔ اس سے پہلے میاں مظفر احمد کے ولایت جانے کا انتظام ہو گیا تھا۔ بوصاحبہ نے یہ نہ چاہا کہ میں اعلیٰ تعلیم سے محروم رہوں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت عمو صاحب (حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ) کو کہلا بھیجا کہ میرے اخراجات کی وہ خود ذمہ دار ہوں گی اور ان کو لکھ کر بھی دے دیا۔ چنانچہ میں ولایت چلا گیا۔ میرے علم میں ہے کہ ان کو اپنی ذمہ داری نبھانے کے لئے بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ جب کوئی اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ مدد بھی کرتا ہے۔ چنانچہ میری پڑھائی پوری ہو گئی اور میں ولایت سے واپس آکر ایک اعلیٰ عہدہ پر فائز ہو گیا۔ میں کلکتہ میں آٹھ سال رہا۔ اسی عرصہ کے دوران میری بہن امۃ الودود دماغ کی رگ پھٹنے سے فوت ہو گئیں ان کی وفات پر کوئی واویلا نہیں کیا۔ دل میں جو غم تھا اس کی سنگینی ہم پر عیاں تھی قادیان تو ہر چیز موجود تھی مگر پھر ہجرت کرنی پڑی ساتھ خاندان کے ساتھ کچھ عرصہ رتن باغ میں رہیں پھر میں نے ایک کوٹھی اپر مال پر لی ہوئی تھی اس میں آگئیں۔ حضرت ابا جان بھی وہاں ہی آگئے اس دوران ہمارے ماموں میاں عبدالرحمٰن خان صاحب بھی وہیں آکر ٹھہرے اور ہمیں ان کی خاطر کر کے بوصاحبہ کو خوش کرنے کا موقعہ مل گیا۔ میری بیوی نصیرہ بیگم ان کے لئے طرح طرح کے کھانے خود پکاتیں ایک دن انہوں نے شب دیگ پکائی تو ہمارے ماموں نے بے اختیار کہا یہ رحم دین نے پکائی ہے ہم ہنس پڑے اور کہا کہ پکائی تو نصیرہ بیگم نے ہے مگر نسخہ رحم دین کا ہے۔ یہاں یہ عرض کر دوں کہ رحم دین ہمارے نانا کا پرانا باورچی تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ساتھ ولایت بھی ۱۹۲۴ء میں گیا تھا۔ اور اچھے کھانے پکانے میں بہت مشہور تھا۔

ہجرت جماعت کے لئے اور افراد کے لئے ایک بڑا امتحان تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے وقت گذار ہی دیا۔ بوصاحبہ نے مشکل سے مشکل زمانہ میں بھی کبھی شکایت نہیں کی۔ ۱۹۶۲ء میں حضرت ابا جان کی وفات ہو گئی اس پر بھی ایسا صبر کا نمونہ دکھایا کہ انسان حیران ہوتا ہے اس دوران میں ربوہ مضبوط اور مستحکم مرکز بن چکا تھا۔ اس سے قادیان کی جدائی کی تلخی کم ہو گئی تھی۔ میں ملازمت کے سلسلہ میں ڈھاکہ چلا گیا تھا۔ سال میں ایک آدھ دفعہ ملاقات ہوتی۔ ۱۹۷۱ء میں کراچی آگیا۔ اور اب بھی وہاں ہی ہوں۔ اس دوران میں بھی بوصاحبہ سے ملاقات اتنی ہی ہوتی رہی جتنی جب میں ڈھاکہ میں تھا۔ بوصاحبہ خود تو خط کم لکھتیں میں انہیں ہفتہ عشرہ میں ضرور ایک بار خط لکھا کرتا اور جب بھی میں ملتا تو کہتیں کہ میں تو خط نہیں لکھتی مگر تم لکھتے رہا کرو۔ میں خط لکھتا رہتا۔ ایک تو ماں کی محبت تھی۔ دوسرے غرض یہ تھی کہ دعا بھی کریں گی بوصاحبہ صدقہ بہت دیتی تھیں اور نہ صرف خود دیتیں بلکہ اپنے بچوں کو بھی کہتیں کہ فلاں غریب ہے اسے کچھ دے دو۔ پھر جو ان کے خدمت کرنے والے تھے ان کا بھی خیال رکھتیں۔ ہمیں بھی کہتیں کہ ان کو کچھ دو۔ خاص طور جب کسی بچے وغیرہ کی شادی ہو۔ میرے پر تو یہ ان کا بڑا احسان ہے کہ میں کسی سائل کو رد نہیں کرتا میں نے تو ان سے یہی سیکھا کہ انسان کسی کو کچھ دے کے غریب نہیں ہوتا۔ اس لحاظ سے تو حضرت ابا جان کا بھی ہاتھ بہت کھلا تھا۔ جاتے جاتے جب کوئی غریب ملتا اس کے ہاتھ میں کچھ دے جاتے اور بعض دفعہ تو ہمیں بھی نہ پتہ لگتا کہ کس کو دیا۔ ابا جان کی وفات کے بعد بہت لوگوں نے بتایا کہ فلاں وقت میاں صاحب نے میری فلاں مدد کی تھی۔ جب وہ فوت ہو گئے تو مجھے ایک بہت محرومی کا احساس ہوا میں سوچتا کہ ان کی زندگی میں تو میں نے کچھ کیا نہیں اب کیا کروں۔ تو پھر مجھے خیال آیا اب تو میری دعا ہی پہنچ سکتی ہے۔ چنانچہ چودہ پندرہ سال ہوئے جب سے میں نے ان کے لئے دعا کرنے کی غرض سے عشاء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی نماز کے بعد دو نفل پڑھنے شروع کئے۔ اور آج تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے دعا کا یہ سلسلہ جاری ہے۔ اب بوصاحبہ فوت ہوگئی ہیں ان کو بھی اپنی دعا میں شامل کر لیا ہے۔ بوصاحبہ کی صحت عام طور اچھی رہی مگر اس سال کے شروع میں ان کی طبیعت خراب ہونی شروع ہوئی۔ جلسہ پر ٹھیک تھیں۔ جب میں ربوہ ہوتا باوجود مصروفیت کے میرا انتظار کرتیں کہ میں کھانے پر آجاؤں۔ مارچ اپریل میں طبیعت خراب ہونی شروع ہوئی۔ پھر مئی میں طبیعت زیادہ خراب ہوگئی۔ میں اور نصیرہ بیگم ربوہ گئے چند دن رہ کر آگئے۔ پھر اچانک سنا کہ بوصاحبہ کو لاہور لے گئے ہیں۔ اور زینب میموریل ہسپتال میں داخل کروا دیا ہے

جولائی کے شروع میں مجھے گھبراہٹ شروع ہوگئی۔ مجھے شدید احساس تھا کہ اب بوصاحبہ زیادہ ہمارے پاس نہ رہیں گی میں بارہ جولائی کو لاہور پہنچا اور سیدھا ہسپتال پہنچا۔ بوصاحبہ نیم بے ہوشی میں تھیں۔ میری چھوٹی بہنیں امۃ الباری اور امۃ الوحید وہاں تھیں۔ ناک میں ٹیوب لگائی ہوئی تھی تاکہ سیال غذا اس کے ذریعہ سے دی جائے۔ انکی حالت دیکھ کر بہت دکھ ہوا۔ جہاں وہ کسی کا ہاتھ لگانا بھی پسند نہ کرتیں اب سب کچھ دوسرے کر رہے تھے۔ آپ کی بڑی انتڑی میں کینسر تھا اور بہت بڑھ چکا تھا۔ عارضی طور پر ڈاکٹروں نے اپریشن سے بائی پاس جیسا کیا ہوا تھا۔ مگر وہ کینسر کو نہ چھیڑ سکتے تھے۔ آپ کی طبیعت آہستہ آہستہ سنبھلی قریباً چودہ دن کے بعد میں نے ڈاکٹروں سے پوچھا ڈاکٹر نے بتایا کہ اب طبیعت STABILIS ہوگئی ہے اب آپ چلے جائیں۔ چنانچہ میں کراچی آگیا۔ مگر روزانہ فون کر کے پتہ لگواتا کسی دن اچھی رپورٹ ملتی اور کسی دن خراب۔ اگست میں پھر خراب رپورٹیں ملنی شروع ہوگئیں۔ اور میں پھر بے چین ہوگیا اور بارہ اگست کو میں لاہور پھر پہنچا دیکھا کہ ہر وقت غنودگی اور نیم بے ہوشی رہتی ہے اور بار بار سینے میں بلغم اور پانی جمع ہو جاتا ہے۔ جب پانی جمع ہو جاتا ہے تو غرغراہٹ شروع ہو جاتی ہے اور جب پانی اور بلغم نکال دیا جاتا تو سکون ہو جاتا اور ہر وقت بے ہوشی جیسی کیفیت طاری رہتی۔ ڈاکٹر کئی بار آتے ڈاکٹر صاحب نے دیکھا کہ جب سکون ہے تو بوصاحبہ ہاتھ مروڑ لیتی ہیں۔ انہوں نے پوچھا کیا کرتی ہیں۔ میری بہن نے بتایا کہ جب ذرا ہوش آتی ہے تو نماز شروع کر دیتی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو بہت تعجب ہوا کہ اس حالت میں بھی نماز کا خیال ہے۔ یہ نظارہ میں بیٹھا دیکھتا رہتا یہ پتہ نہیں بوصاحبہ نے کتنی دفعہ نیم بے ہوشی میں نیت باندھی۔ میرا زیادہ وقت ہسپتال میں ہی گزرتا۔ صبح سے ایک بجے تک پھر شام کو رات کے آٹھ نو بجے تک۔ شام کے وقت عموماً دوسرے عزیز بھی جمع ہو جاتے۔ دونوں سفروں میں میں اپنا کیمرہ لے گیا تھا۔ اس خیال سے کہ بوصاحبہ نے اپنی صحت کے زمانہ میں تو تصویر کھچوانے سے تردد کیا تھا۔ اب جبکہ ان کی آخری گھڑیاں ہیں ان کی تصویریں کھینچ لوں تاکہ ایک یادگار رہ جاوے بوصاحبہ چونکہ بے ہوشی کی حالت میں تھیں اس لیے ان کو تو کچھ احساس نہ تھا مگر میں چاہتا تھا کہ میری اور میری بہنوں کی تصویریں ان کے ساتھ کھینچی جائیں چنانچہ تصویریں کھینچیں اسی طرح دوسرے عزیزوں کی بھی کھینچیں جو کہ یادگار کے طور پر رہ جاویں۔ جو لوگ آپ کی خدمت کر رہے تھے ان کی بھی تصویریں کھینچیں ۱۹ اگست کو میں نے ڈاکٹر سے پوچھا موجودہ حالت کے ماتحت آپ میرے کراچی جانے کے بارے میں کیا مشورہ دیتے ہیں ڈاکٹر صاحب نے کہا ابھی ظاہر طور پر کوئی خطرہ نہیں۔ اگر آپ جانا چاہتے ہیں تو چلے جائیں۔ چنانچہ میں نے ۲۲ اگست کی سیٹ بک کرلی۔ ۲۳ اگست کو ایک بجے کے قریب میں بوصاحبہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو پٹی بدلنے والی نرس نے جب پٹی ہٹا کر دیکھا تو وہ ساری پٹی سیاہ رنگ کے خون سے بھری ہوئی تھی۔ نرس نے فوراً ڈاکٹر کو بلایا۔ اس نے دیکھا اور وہ پٹی بدلی گئی مگر کسی کو پوری طرح سے سمجھ نہ آیا کہ یہ بلیڈنگ کیوں ہوئی۔ سرجن کے دیکھنے کے لیے پٹی رکھ لی گئی۔ اسی پریشانی میں میں جہاں ٹھہرا ہوا تھا چلا گیا۔ جب شام کے قریب واپس آیا تو ڈاکٹر جمع تھے۔ اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ اندرونی طور پر بلیڈنگ ہو رہی ہے۔ اس وقت انہوں نے خون بند کرنے کے مختلف قسم کے ٹیکے لگائے مگر خون بند نہ ہوا۔ وہ خون اندر سے نکالتے جاتے اور معدے میں یا بڑی انتڑی میں ٹھنڈا پانی ڈالتے جاتے۔ اس سے بلیڈنگ کم ہوگئی۔ مگر بند نہ ہوئی یہ دیکھ کر مجھے خیال ہوگیا یہ بہت خطرناک ہے اس لیے میں نے سیٹ کینسل کروا دی ۲۴ اگست کی شام کو میں بہت دیر سے اپنی جائے رہائش پر گیا۔ صبح آیا تو دیکھا خون دیا ہی جا رہا ہے اور اندرونی طور پر بلیڈنگ بھی جاری ہے۔ ڈاکٹر وسیم اور ڈاکٹر عطاء دونوں وہاں سارا وقت موجود تھے۔ دوسرے ڈاکٹر آتے اور چلے جاتے بلیڈنگ سے جب خون کا دباؤ کم ہو جاتا تو بلیڈنگ بند ہو جاتی مگر اس سے دوسرے عوارض پیدا ہو جاتے اور جب بلڈ پریشر بڑھایا جاتا تو بلیڈنگ شروع ہو جاتی۔ دو بجے کے قریب میں چلا گیا۔ میری اپنی طبیعت بہت خراب تھی کچھ آرام کیا اور عصر کی نماز ادا کر کے تیار ہو رہا تھا تو عزیزم مرزا وحید احمد میرے بھانجے کا فون آیا کہ امی جان کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی ہے۔ میں جلدی سے موٹر میں بیٹھ کر ہسپتال پہنچا وہاں سب عزیز جمع تھے اور سارے ہی ڈاکٹر موجود تھے۔ خون بدستور اندرونی طور پر جاری تھا۔ اس وقت ڈاکٹر یہ فیصلہ کر چکے تھے کہ اب کچھ اور نہیں کیا جا سکتا۔ مجھ سے کھڑا نہ ہوا گیا اور میں اس کرسی پر جہاں بیٹھا کرتا تھا بیٹھ گیا۔ یہ حالت دیکھ کر مرزا خورشید احمد صاحب نے سورۃ یٰسین پڑھنی شروع کی۔ سورہ یٰسین انہوں نے آہستہ آہستہ پڑھی بوصاحبہ کو سانس آہستہ آہستہ آ رہا تھا۔ جب مرزا خورشید احمد سورہ یٰسین پڑھ چکے تو قرآن کریم کرنل (ریٹائرڈ) میاں داؤد نے لے لیا۔ میں نے اس وقت مسنون دعائیں پڑھنی شروع کر دیں۔ تھوڑی دیر کے بعد میاں داؤد احمد نے قرآن کریم مجھے دیدیا اور میں نے سورہ یٰسین آہستہ آہستہ پڑھنی شروع کر دی اور جب سورہ یٰسین ختم ہوئی پھر میں نے دعائیں شروع کر دیں۔ اپنی زندگی اور بوصاحبہ کی زندگی بس ایک فلم کی طرح سامنے سے گزر رہی تھی۔ اس وقت دماغ میں کیا کیا آیا وہ بیان نہیں ہو سکتا۔ کمرہ میں ایک سناٹا تھا۔ میری بہنیں غم کی تصویر بنی ہوئی تھیں۔ اس دن جمعہ تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ جمعہ کا دن ہے اور وقت بھی عصر کے بعد کا۔ سات بجے سے پہلے سانس بالکل ہلکا ہوگیا اور عین جس وقت مغرب کا وقت ہونے والا تھا بوصاحبہ نے تین نسبتاً لمبے سانس لیے اور پھر آپ کا سانس بند ہوگیا۔ ڈاکٹروں نے نبض پر ہاتھ رکھا پھر تھوڑی دیر کے بعد عام طور پر جو ایسی صورت میں کیا جاتا ہے انہوں نے کرنا شروع کر دیا۔ ایک طرف سے ایک ہلکی سی چیخ آئی یہ چیخ بوصاحبہ کی پرانی خادمہ کی تھی جو اس نے سختی سے دبا دی۔ مگر مرزا خورشید احمد نے اسے کہا کہ اونچی نہ روئے۔ یہ تھا وہ وقت جب ہماری ماں ہم سے جدا ہوئی اور ہم بالکل ہی یتیم ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وکل من علیھا فان۔ جب ڈاکٹر اپنا کام کر چکے تو مرزا خورشید احمد نے کہا کہ بھائی میرا خیال ہے ابھی ربوہ لیے چلتے ہیں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے ہمارے گھر والے سب ہی چلنے کے لیے تیار تھے۔ میں چونکہ علالت طبع کی وجہ سے موٹر نہ چلا سکتا تھا اس لیے میں نے مرزا تسنیم احمد سے کہا موٹر تم چلاؤ شام کو دس بجے کے قریب ہم ہسپتال سے چلنے کے لیے تیار ہو گئے۔ رات کے بارہ بجے کے قریب ربوہ پہنچے۔ میاں منصور احمد صاحب کے گھر پر سب لوگ اکٹھے ہو چکے تھے۔ میں وہیں بیٹھ گیا۔ لوگ تعزیت کرتے۔ دو بجے کے قریب میری بھتیجی نے کہا آپ کے سونے کا انتظام امی جان یعنی بوصاحبہ کے گھر میں کیا ہوا ہے مجھے گھبراہٹ ہوئی کہ مجھے وہاں اب نیند کیسے آئے گی۔ مگر اس وقت چارہ بھی نہ تھا۔ مگر میرے دل کی عجیب کیفیت تھی صبح نماز کے لیے میں پھر اٹھا اور پھر لیٹ گیا۔ آٹھ بجے کسی نے کہا کہ چچا جان ناشتہ کر لیں۔ ناشتہ کیا۔ پھر لوگوں سے ملاقات۔ سارا دن تعزیت کرنے والوں کا تانتا بندھا رہا۔ عورتوں کو چہرہ دیکھنے کا موقع دیا گیا۔ جو عزیز دیکھنا چاہتا وہ بھی دیکھ لیتا۔ چار بجے کے قریب مجھے کسی بچے نے کہا کہ آپ کو بلا رہے ہیں۔ یہ بلاوا آخری دیدار کا تھا۔ میں گیا مگر دیکھا نہ گیا۔ تھوڑی دیر ٹھہر کر واپس آگیا۔ دوسرے عزیز بھی تھے۔ بعض رو رہے تھے اور بعض افسردہ خاطر۔ پانچ بجے کے قریب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا۔ اور نماز جنازہ کے لیے مقبرہ بہشتی میں لے گئے وہاں محترم صوفی غلام محمد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں سب پر ہی رقت طاری ہوگئی نماز کے بعد آپ کا جنازہ اندرونی چار دیواری میں لے گئے اور وہاں تدفین شروع ہوئی۔ مغرب کے وقت تدفین کا عمل ختم ہوا۔ اور دعا کے بعد ہم واپس آگئے۔

یہاں یہ میں عرض کر دوں کہ بوصاحبہ نے اپنی زندگی میں اپنی جائیداد پر وصیت ادا کر دی تھی۔ اور اس کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت میں ایک لاکھ روپیہ بھجوایا تھا کہ یہ رقم البیت الذکر آسٹریلیا کیلئے حضور قبول کر لیں۔ اس مضمون کے پڑھنے والوں سے استدعا ہے کہ وہ بوصاحبہ کے درجات کی بلندی کے لیے دعا کریں کہ انکو اس مقدس وجود کا قرب حاصل ہو جس سے ساری برکات ہم کو ملی ہیں۔ اللھم آمین۔

ضروری اعلان برائے لجنات

تمام لجنات اپنی اپنی مجلس کی سالانہ رپورٹ ۱۰ اکتوبر سے قبل بھجوا دیں۔ رپورٹ کی دو نقول دستی بھجوائی جائیں۔

جزاکم اللہ!

(جنرل سیکرٹری لجنہ مرکزیہ)

مقابلہ مضمون نویسی اطفال الاحمدیہ مرکزیہ

شعبہ تعلیم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کی جانب سے سہ ماہی چہارم میں مقابلہ مضمون نویسی کا عنوان "سیرت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ" مقرر کیا گیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اطفال اس مقابلہ میں شریک ہوں۔

(سیکرٹری تعلیم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

درخواست دعا

○ میرا بھائی عزیزم مکرم کریم اللہ بعارضہ قلب بیمار ہے۔ ۲۴ ستمبر کو سی۔ ایم۔ ایچ راولپنڈی میں دل کا آپریشن ہونے والا ہے (نعیم اللہ کارکن دارالضیافت ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عورتوں سے حسنِ سلوک

باہمی تنازعات کی ایک وجہ گھریلو حالات بھی ہوتے ہیں سو اس بارہ میں حضرت مسیح موعود بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"اس سے یہ مت سمجھو کہ پھر عورتیں ایسی چیزیں ہیں کہ ان کو بہت ذلیل اور حقیر قرار دیا جاوے۔ نہیں نہیں۔ ہمارے ہادی کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خیرکم خیرکم لاھلہ۔ تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں۔ وہ نیک کہاں۔ دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کر سکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو۔ اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو۔ نہ یہ کہ ہر ادنیٰ بات پر زدوکوب کرے۔ ایسے واقعات ہوتے ہیں۔ کہ بعض دفعہ ایک غصہ سے بھرا ہوا انسان بیوی سے ادنیٰ سی بات پر ناراض ہو کر اس کو مارتا ہے۔ اور کسی نازک مقام پر چوٹ لگی ہے اور بیوی مر گئی ہے۔ اس لئے ان کے واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ عاشروھن بالمعروف۔ ہاں اگر وہ بیجا کام کرے تو تنبیہ ضروری چیز ہے۔

انسان کو چاہیئے کہ عورتوں کے دل میں یہ بات جما دے کہ وہ کوئی ایسا کام جو دین کے خلاف ہو کبھی بھی پسند نہیں کر سکتا۔ اور ساتھ ہی وہ ایسا جابر اور ستم شعار نہیں۔ کہ اس کی کسی غلطی پر بھی چشم پوشی نہیں کر سکتا"۔

(ملفوظات جلد دوئم صفحہ ۱۴۷-۱۴۸)

(نظارت اصلاح وارشاد)

دعائے مغفرت

خاکسار کی والدہ محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم جناب محمد شفیع صاحب (آفس چیف کالج لاہور) مورخہ ۳ جولائی ۱۹۸۴ء کو فجر کے وقت کراچی میں نیند کی حالت میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی عمر ۷۳ سال تھی مرحومہ کو ہائی بلڈ پریشر کی پرانی تکلیف تھی۔

مرحومہ بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔ نہایت شفیق، بڑی ملنسار اور خلیق تھیں مہمانوں کی خدمت کا شیوہ تھا۔ اپنوں اور بیگانوں میں یکساں مقبول تھیں۔ انہوں نے دین کے احکام اور جماعت کی ہدایات پر عمل پیرا رہ کر اپنی زندگی گزاری۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے مرحومہ موصیہ تھیں۔

کراچی میں نماز جنازہ مکرم مولانا محمد اشرف صاحب ناصر مربی سلسلہ نے احمدیہ ہال میں بعد نماز ظہر پڑھائی۔ اسکے بعد تابوت تدفین کے لیے ربوہ لایا گیا۔ جہاں ۴ جولائی بعد نماز عشاء محترم جناب صوفی غلام محمد صاحب ناظر اعلیٰ ثانی نے البیت المبارک میں نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے دعا کروائی۔

بزرگانِ سلسلہ اور احباب جماعت سے عاجزانہ درخواست ہے کہ والدہ مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کریں۔ مولیٰ کریم مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل اور اپنی حفاظت سے نوازے۔ آمین۔

(منور احمد ۸۹۔ اے بلاک کیو، شمالی ناظم آباد کراچی نمبر ۳۳)

نمایاں کامیابی اور درخواستِ دعا

میرے بیٹے عزیزم ملک خالد محمود نے بوخم (مغربی جرمنی) کے تمام ہائی سکولوں کے ڈرائینگ کے مقابلے میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔ عزیزم کو ایک خاص تقریب میں بوخم شہر کے میئر نے ریسنگ سائیکل بطور انعام دی ہے۔ احباب سے عزیزم کی مزید ترقیات کے لئے درخواست دعا ہے۔ (ملک لطیف خالد بوخم مغربی جرمنی)

تقریب شادی

خدا تعالیٰ کے فضل سے میرے بیٹے عزیزم منصور احمد کی شادی عزیزہ ثمینہ بنت مکرم میاں محمد رفیق احمد کے ہمراہ ۲۳ جولائی ۱۹۸۴ء بروز پیر بخیر و عافیت انجام پذیر ہوئی فالحمد للہ پروگرام کے مطابق بارات دولہا کے گھر واقع فیڈرل بی ایریا سے دلہن کے گھر واقع "رام سوامی" روانہ ہوئی جہاں امیر جماعت کراچی مکرم جناب چوہدری احمد مختار صاحب نے دعا کرائی۔ (ان کا نکاح ۱۳ جنوری ۱۹۸۴ء کو احمدیہ ہال کراچی میں امیر صاحب نے پڑھا تھا۔)

اگلے روز مقامی شادی ہال میں دعوتِ ولیمہ کا انتظام تھا جس میں احباب جماعت کی کثیر تعداد کے علاوہ غیر از جماعت دوست و رشتہ داروں نے بھی کافی تعداد میں شرکت فرمائی اور دعا میں شریک ہوئے۔

عزیزم منصور احمد میاں محمد صدیق صاحب مرحوم کلکتہ والے کا پوتا اور عزیزی ثمینہ جناب مکرم فتح محمد صاحب شرما مرحوم کی نواسی ہے۔

افراد خاندان حضرت اقدس اور احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ ان دونوں خاندانوں کے اس تعلق کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس نو بیاہتا جوڑے کو حسناتِ دارین سے مالا مال کرے اور خادم دین بنائے آمین

(شیخ ظفر احمد چنیوٹی D-123 بلاک نمبر ۴ فیڈرل بی ایریا۔ کراچی)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میرے بیٹے عزیزم ہادی حیات خاں کو دو بیٹیوں کے بعد ۲۸ اگست کو بیٹا عطا فرمایا ہے جو کہ خاکسار کا پوتا اور چوہدری محمد حیات خان مرحوم آف حافظ آباد کا پڑپوتا اور چوہدری غلام مرتضیٰ بیرسٹر سابق وکیل القانون کا نواسہ ہے۔ جماعت کے بزرگوں اور خاندان حضرت مسیح موعود و مہدی موعود کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ بنائے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے آمین

(میجر ریٹائرڈ اسلم حیات خاں تھیم آف حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ۔ حال راولپنڈی ۴۸/۸ سیٹلائٹ ٹاؤن)

محبوب امام ایدہ اللہ کی آواز پر مخلصینِ جماعت کی پیشکش

(۱) مکرم چوہدری محمد اکرم خان صاحب کاہلوں مرحوم منجانب چوہدری آفتاب احمد خان صاحب کاہلوں معہ برادران حیدرآباد سندھ ۵۰۰ روپے
(۲) مکرم چوہدری سعید احمد ولد چوہدری نذیر احمد صاحب ۲۹۴ فاروق آباد سرگودھا ۵۰۰ "
(۳) " عبدالبصیر نون صاحب نون ٹریڈرز مین بازار سٹیلائٹ ٹاؤن " ۵۰۰ "
(۴) " مہر نیاز احمد صاحب اعظم محکمہ ریلوے سرگودھا ۵۰۰ "
(۵) " چوہدری اقبال احمد صاحب جاوید کلیار ٹاؤن سرگودھا ۵۰۰ "
(۶) " ماسٹر محمد صدیق ولد میاں تاجدین صاحب ۱۸۵۔ مراد آباد کالونی سرگودھا ۵۰۰ "
(۷) " حافظ محمد شریف صاحب c/o چوہدری خادم حسین صاحب کرلسینٹ ماڈل سکول سٹیلائٹ ٹاؤن سرگودھا ۵۰۰ "
(۸) " چوہدری محمود احمد صاحب بھٹی امیر جماعت احمدیہ چک ۹۸ شمالی۔ سرگودھا ۵۰۰ "
(۹) " چوہدری نعمت اللہ ولد غلام محمد صاحب مرحوم چک ۹۸ شمالی سرگودھا ۵۰۰ "
(۱۰) " چوہدری غلام احمد صاحب لسرا، زعیم انصار اللہ " ۹۹ " " ۵۰۰ "
(۱۱) " بشارت احمد صاحب رضا انجینئر ایف ایف سی ماچھی گوٹھ رحیم یار خان ۱۰۰۰ "
(۱۲) " محمد الیاس صاحب سپروائزر " " " " ۵۰۰ "
(۱۳) " چوہدری غلام نبی صاحب چک ۲۱۳-پی " " ۶۰۰ "

(وکیل المال اول تحریک جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو ۱۵ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۲۵۵۸۱

میں عبدالمجید ملک ولد ملک عبدالحمید قوم گکے زئی ملک پیشہ ملازمت عمر ۴۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن نوشہرہ ضلع پشاور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۷-۲-۸۴ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

۱۔ رہائشی پلاٹ ۱۰ مرلہ ہمن برگ رحمان پورہ لاہور ۳۰,۰۰۰/- روپے۔
۲۔ نقد رقم ۵,۰۰۰/- روپے۔
۳۔ کار ۵۰,۰۰۰/- روپے۔

اس وقت مجھے مبلغ ۴۰,۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد: عبدالمجید ملک نوشہرہ چھاؤنی

گواہ شد نمبر ۱: میجر عبدالحفیظ خلیفہ ۸ ملاکنڈ لائنز نوشہرہ چھاؤنی۔

گواہ شد نمبر ۲: مرزا مبارک احمد ابن ڈاکٹر مرزا عبدالرحیم نمبر ۲۴ آر اے بازار نوشہرہ چھاؤنی۔

مسل نمبر ۲۵۵۸۲

میں عائشہ بی بی عرف نسیم اختر صاحبہ بیوہ چوہدری سردار خانصاحب سلہریا قوم راجپوت پیشہ امور خانہ داری عمر ۶۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن امرال ۵/۶ مراڑہ تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۵-۲-۸۴ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

زرعی زمین جائیداد مالیتی ۱۰,۰۰۰/- روپے
زیور ۱/۱ تولہ مالیتی ۳,۶۰۰/- روپے
حق مہر وصول شدہ ۵۰۰/- روپے
نقد بنک میں ۱۳,۰۰۰/- روپے

میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الاصالۃ: عائشہ بی بی عرف نسیم اختر صاحبہ موضع امرال ۵/۶ مراڑہ

گواہ شد نمبر ۱: چوہدری محمد شفیع صاحب ابن چوہدری ولیداد خانصاحب موضع مراڑہ ضلع سیالکوٹ۔

گواہ شد نمبر ۲: ثناء اللہ ولد محمد عبداللہ، باجوہ میڈیکل سٹور ظفروال

مسل نمبر ۲۵۵۸۳

میں ملک فیروز دین ولد محمد دیوان صاحب قوم اعوان پیشہ کاشتکاری عمر ۸۵ سال بیعت ۱۹۱۵ء ساکن موضع ڈھپئی ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۶-۱-۸۴ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

۱۔ زرعی اراضی ۱۰ ایکڑ مالیتی ۶۰,۰۰۰/- روپے
۲۔ مکان پختہ و خام مالیتی ۲۰,۰۰۰/- روپے
۳۔ مکان برائے مویشیان مالیتی ۸,۰۰۰/- روپے
۴۔ ایک راس بھینس بقیمت ۲,۰۰۰/- روپے

اس وقت مجھے مبلغ ۳,۰۰۰/- روپے سالانہ آمد از جائیداد مندرجہ بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد: ملک فیروز دین صاحب ڈھپئی ضلع سیالکوٹ۔

گواہ شد نمبر ۱: محمد دین ملک ولد فتح علی قوم اعوان ڈھپئی ضلع سیالکوٹ

گواہ شد نمبر ۲: مظفر احمد ولد ڈاکٹر لال دین صاحب۔ ڈھپئی ضلع سیالکوٹ

مسل نمبر ۲۵۵۸۴

میں عطاء اللہ ولد محمد عبداللہ قوم جٹ باجوہ پیشہ تجارت عمر ۴۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ظفروال ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸-۴-۸۴ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔

سرمایہ تجارت ۴۰,۰۰۰/- روپے ہے اس وقت مجھے مبلغ ۶۰۰/- روپے ماہوار بصورت تجارت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد: عطاء اللہ ولد محمد عبداللہ ظفروال ضلع سیالکوٹ۔

گواہ شد نمبر ۱: چوہدری سردار خان موضع مراڑہ تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ

گواہ شد نمبر ۲: محمد عبداللہ ولد چوہدری فضل دین ظفروال ضلع سیالکوٹ۔

مسل نمبر ۲۵۵۸۵

میں عبدالحلیم احمد ولد عبدالقادر صاحب قوم چوہان پیشہ مربی سلسلہ عمر ۴۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۸-۴-۸۴ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۵۰۰/- روپے ماہوار بصورت الاؤنس مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد: عبدالحلیم احمد مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ۔

گواہ شد نمبر ۱: مبارک احمد صاحب بسرا۔ حدیقۃ المبشرین ربوہ۔ وصیت نمبر ۲۲۷۵۷۔

گواہ شد نمبر ۲: عبدالماجد طاہر استاد جامعہ احمدیہ ربوہ۔ وصیت نمبر ۲۲۵۹۵۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایف اے کے امتحان میں دوم بیان سلسلہ کی اعلیٰ کامیابی

مکرم عبدالحلیم صاحب شاہد مربی سلسلہ ابن مکرم عبدالقادر صاحب نے اسلام آباد بورڈ سے ایف اے کا پرائیویٹ امتحان دیتے ہوئے آرٹس گروپ میں لڑکوں میں اول پوزیشن حاصل کی ہے۔ وہ آج کل جامعہ احمدیہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد مزید تعلیم کی غرض سے اسلام آباد میں مقیم ہیں۔ اپنی اصل تعلیم کے ساتھ ساتھ انہوں نے یہ امتحان ضمنی طور پر وقت گزاری کے خیال سے دیا تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے انہیں غیر معمولی کامیابی عطا فرمائی۔

اسی طرح سے مکرم نصیر احمد صاحب شاہد مربی سلسلہ ابن مکرم غلام رسول صاحب نے بھی اسی امتحان کے اسی گروپ میں لڑکوں میں تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔ مکرم نصیر احمد صاحب بھی عبدالحلیم صاحب کی طرح مزید تعلیم کی غرض سے اسلام آباد میں مقیم ہیں اور انہوں نے بھی یہ امتحان فالتو وقت میں تیاری کر کے دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے ہر دو مربیان سلسلہ کی یہ کامیابی ہر لحاظ سے مبارک کرے اور اس کامیابی کے خدمت دین کے میدان میں بہترین نتائج مترتب فرمائے آمین

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ز اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ط (الحجرات : ۱۳)

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ بن جاتے ہیں۔

ملازمت کے خواہشمند متوجہ ہوں

جماعت احمدیہ اسلام آباد کو دو تین ایسے قابل اعتماد۔ دیانتدار۔ مخلص اور محنتی آدمیوں کی ضرورت ہے جو بیت الذکر میں بطور خادم اور بیت الفضل میں بطور چوکیدار کام کر سکیں۔ انفرادی رہائش کا انتظام ہوگا۔ ضرورت مند احباب اپنی درخواستیں متعلقہ امیر یا صدر جماعت احمدیہ کے ذریعہ مندرجہ ذیل پتہ پر بھجوائیں۔ درخواستوں میں سابقہ تجربہ (یا اگر سابق فوجی ہوں) عمر۔ ولدیت۔ صحت اور تعلیم کے کوائف لازماً درج کئے جائیں۔ بیت الذکر کا خادم مقامی جماعت اور بیت الفضل کے لئے چوکیدار صدر انجمن احمدیہ کے قواعد کے مطابق تنخواہ کے حقدار ہوں گے۔ جملہ درخواستیں ۲۵ ستمبر ۱۹۸۴ء تک بھجوا دی جائیں:

۱ محمد علیم الدین بنگلہ ۷ سٹریٹ ۱۲ شالیمار ۲½ اسلام آباد

الفضل کی توسیع اشاعت کیلئے درخواست

امراء کرام اور محترم مربیان و معلمین سلسلہ، قائدین خدام الاحمدیہ، زعماء انصار اللہ اور صدر صاحبات لجنہ اماء اللہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ "الفضل" کی توسیع اشاعت میں بھرپور تعاون فرمائیں۔ احباب جماعت کو توجہ دلائیں کہ الفضل نہ صرف ہمارا جماعتی آرگن ہے بلکہ ہمارے گھروں کے لئے ایک دینی معلم بھی ہے۔

ہم سب کا فرض ہے کہ اسے خود بھی پڑھیں اور دوسرے احمدی بھائیوں کو بھی اس کے خریدار بننے اور پڑھنے کی طرف توجہ دلائیں۔ اس طریق سے اپنے دینی علوم میں اضافہ کے علاوہ ہم اپنے پیارے امام کی دعاؤں کے مستحق بنیں گے۔

خدا تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین!

(منیجر الفضل)

وقف جدید کو ہزاروں واقفین کی ضرورت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نور اللہ مرقدہٗ نے احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"جولائی ۱۹۵۱ء میں حضرت مصلح موعود نے اس مبارک الٰہی تحریک (وقف جدید ناقل) کے متعلق بعض ابتدائی باتیں جماعت کے سامنے رکھی تھیں۔ پھر ۱۹۵۷ء ہی میں جلسہ سالانہ کی ایک تقریر میں حضور نے اس کی بعض تفاصیل بیان فرمائیں حضور نے یہ تحریک بیان کرنے کے بعد جماعت کے سامنے ابتداءً یہ بات رکھی تھی کہ میں فی الحال دس واقفین لینا چاہتا ہوں..... لیکن آپ کی یہ خواہش تھی کہ یہ الٰہی تحریک درجہ بدرجہ ترقی کرتی چلی جائے اور جلد ہی ایک وقت ایسا آجائے جب دس کی بجائے ہزاروں واقفین اس تحریک میں کام کر رہے ہوں۔" (خطبہ جمعہ ۷ اکتوبر ۱۹۶۶ء)

جماعتوں کی طرف سے معلمین کے مطالبات کثرت سے آرہے ہیں لیکن وقف جدید کو معلمین کی قلت کی وجہ سے مطالبات پورے کرنے میں دقت پیش آرہی ہے۔

احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ مخلص احباب جو دینی تعلیم و تربیت کا شوق رکھتے ہوں۔ حضور کے ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے آگے آئیں اور اپنی زندگی بطور معلم وقف جدید کریں اور خدمت دین کا فریضہ ادا کر کے دینی و دنیوی تعمار کے وارث بنیں۔

ایسے احباب مقامی جماعت کے صدر کی تصدیق کے ساتھ اپنی درخواستیں وقف جدید کو ارسال فرما دیں۔ (ناظم ارشاد وقف جدید)

ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ کے وی پی

خریداران ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ مطلع رہیں کہ جن خریداران کا چندہ خریداری ختم ہے۔ اور انہیں ایک ماہ قبل بذریعہ خط یاددہانی کروائی گئی تھی۔ اور انہوں نے چندہ خریداری نہیں بھجوایا انہیں ماہ ستمبر ۱۹۸۴ء کا رسالہ تشحیذ الاذہان بذریعہ وی پی بھجوایا جا رہا ہے۔ خریداران سے التماس ہے کہ وہ وی پی وصول فرما کر ادارہ سے حسب سابق تعاون فرمائیں۔ شکریہ۔

(مینیجر ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ)

لندن، نیویارک، پیرس
ناروے، سویڈن، ڈنمارک
غرض دنیا کے کسی بھی ملک کے
لیے ٹکٹ اور بکنگ کے لیے
ہماری خدمات حاضر ہیں۔
انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی ہر خدمت اور
بہتر سہولت کے متمنی۔
المحمود ٹریولز (رجسٹرڈ)
گورنمنٹ لائسنس ۵۶۴
فون ۴۹۳
اقصیٰ روڈ ربوہ

اخلاق موٹرز
ہر قسم کی کاروں و موٹر سائیکلوں کی خرید و فروخت کے لئے تشریف لائیں۔
شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے کاروں کی بکنگ کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔ تیز ڈرائیونگ سکھانے کا بہترین انتظام ہے اور ڈرائیور حضرات بھی مل سکتے ہیں
ریلوے روڈ رحمت بازار ربوہ